32

قرآن کریم کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہی اسلام ہے جماعتیں اس بات کا انتظام کریں کہ ہر احمدی قرآن مجید کا ترجمہ سیکھے اور اس پر عمل کرے

(فرمودہ 25 ستمبر 1953ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

''اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام کے بعض ضروری امور اور تفصیلات، حدیث اور فقہ سے معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اسلام کی اصولی تعلیم قرآن کریم سے ہی معلوم ہوسکتی ہے۔ قرآن کریم ایک جامع کتاب ہے جو انسانی زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالتی ہے۔ اور اسلام ایک زندہ مذہب ہے جو انسان کے ہر مقصد اور ہر مدعا میں رہنمائی کرتا ہے۔ پس اسلام کو قبول کرنے کے معنی یہ ہیں کہ انسان اس کی راہنمائی اور ہدایت کو تلاش کرنے اور عمل کرنے پر آمادگی کا اظہار کرے۔ اور اسلام کے قبول کرنے کے معنی یہ ہیں کہ انسان قرآن کریم کی ہدایات اور اس کی کامل تعلیم پر یقین اور ایمان رکھے۔ اسلام بے شک کامل مذہب ہے لیکن اسلام کی زبان قرآن کریم ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ بے شک ایک کامل نبی ہیں لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان قرآن کریم ہے۔ اللہ تعالیٰ بے شک ہر نقص سے پاک اور ہر خوبی کا جامع خدا ہے لیکن اُس کی زبان قرآن کریم ہے۔ اصولی تعلیم خدا تعالیٰ کی طرف سے قرآن کریم

کے سوا اَور کہیں نہیں ملتی۔ اصولی تعلیم محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قرآن کریم کے سوا اَور کہیں نہیں ملتی۔ اصولی تعلیم کا ماخذ فقہائے اسلام اور مفکرینِ اسلام کے لیے سوائے قرآن کریم کے اَور کوئی نہ تھا۔ جو کچھ مفکرینِ اسلام نے بیان کیا ہے، جو کچھ مجتہدینِ اسلام نے بیان کیا ہے، جو کچھ فقہائے اسلام نے بیان کیا ہے اگر وہ صحیح ہے تو وہ قرآن کریم کی تفسیر ہے۔ جو کچھ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اگر وہ واقع میں آپؐ تک پہنچ جائے تو وہ قرآن کریم کی تفسیر ہے، جو کچھ خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اگر واقع میں وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ قرآن کریم کی تفسیر ہے۔ ہاں جزئیات ایسی ہیں جو قرآن کریم نے ایسے الفاظ میں بیان نہیں کیں۔ کہ انہیں ایک عام آدمی سمجھ سکے۔ الٰہی ارشاد اور وحی میں محمد رسول اللہ ﷺ کے ذہن کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ یا وہ جزئیات ایسی ہیں کہ اصولی تعلیم میں ان کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ وحی جلی یا خفی میں محمد رسول اللہ ﷺ کو ان کی طرف توجہ دلا دی گئی۔ وہ بے شک قرآن کریم کی خفی تفسیر یا حاشیہ کہلا سکتی ہیں لیکن وہ محض جزئیات ہیں۔ اصولی تعلیم قرآن کریم میں ہی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے مسلمان قرآن کریم پڑھنے اور سیکھنے سے محروم ہیں۔

ہمارے ربوہ کے سکولوں میں لڑکے اور لڑکیاں آتی ہیں۔ یا قادیان کے سکولوں میں لڑکے اور لڑکیاں آتی تھیں تو افسوس کے ساتھ یہ بات معلوم ہوتی تھی اور معلوم ہوتی ہے کہ ان میں سے بعض دسویں جماعت تک بھی قرآن کریم ناظرہ نہیں پڑھ سکتے۔ اب یہاں کالج بنا ہے اس میں بعض ایسی لڑکیاں آئی ہیں جنہیں سورۃ فاتحہ کا ترجمہ بھی نہیں آتا۔ اگر یہ حالت ہے تو سوال یہ ہے کہ جب قرآن کریم سے ان کا کوئی تعلق نہیں تو مذہب سے ان کا کیسے تعلق پیدا ہوسکتا ہے۔ اسلام قرآن کریم کا نام ہے۔ تم اسلام کی کوئی تعریف کرو وہ نامکمل ہوگی۔ حقیقی تعریف یہی ہے کہ قرآن کریم کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا اسلام ہے۔ اس کے سوا جتنی باتیں بھی تم لاؤ گے وہ ایک دائرہ تو بنا دیں گی مگر تفصیلی تعریف اسلام کی نہیں کریں گی۔

جیسے لوگ گُر بنا لیتے ہیں۔ تجارت اور صنعت وحرفت والے بعض گُر بنا لیتے ہیں مگر یہ گُر تفصیل کا قائم مقام نہیں ہوسکتے۔ گُر کسی کو مؤرخ یا حساب دان نہیں بنا سکتے۔ ایک مؤرخ کے لیے ضروری ہے کہ اسے تمام قسم کی ضروری تفصیلات یاد ہوں۔ ایک حساب دان کے لیے ضروری ہے

کہ حساب کے متعلق اسے ہر قسم کے ضروی اُصول یاد ہوں۔ اِسی طرح ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ اُسے اسلام کے تمام ضروری اُصول اور احکام یاد ہوں۔ محض یہ کہہ دینا کہ اسلام کی تعریف یہ ہے کہ کلمہ پڑھ لو یہ اسلام کی مکمل تعریف نہیں۔ اگر ہم کہتے ہیں کہ کلمہ شہادت اسلام کی تعریف ہے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ کلمہ کے پیچھے جو حقیقت ہے اُس پر ایمان لانا اور عمل کرنا اسلام ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ **لَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ** کہنے سے انسان مسلمان ہوتا ہے تو اس سے ہماری یہی مراد ہوتی ہے کہ عقائد کے متعلق جو تعلیم قرآن کریم نے دی ہے وہ اس پر ایمان رکھتا ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا اسلام کو مکمل کرنا ہے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ جو قرآن کریم لائے اور اُس کی جو تشریح آپ نے فرمائی، جو شخص اُس کے مطابق عمل کرتا ہے وہ مسلمان ہے۔ اگر صرف **لَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ** کہہ دینے سے انسان مکمل مسلمان بن جاتا ہے۔ تو **لَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ** منہ سے تو ہزاروں عیسائی بھی پڑھتے ہیں۔ پس خالی **لَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ** سے کیا بنتا ہے۔

پس حقیقتاً جو اسلام ہے۔ وہ قرآن کریم پر ایمان اَور عمل ہے۔ کلمہ سے ہم محض اس طرف اشارہ کرتے ہیں اور عمل سے بھی ہم محض اس طرف اشارہ کرتے ہیں۔ گویا نہ صرف لفظی توحید سے انسان مسلمان ہوتا ہے اور نہ قرآن کریم کے تمام احکام پر عمل کرنے سے ہی انسان لازماً مسلمان ہوسکتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ قرآن کریم کے بعض احکام اس کے لیے ضروری نہ ہوں۔ مثلاً زکوٰۃ ہے۔ ایسے بھی مسلمان ہیں جن پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ حج ہے وہ ہر مسلمان کے لیے ضروری نہیں۔ حج صرف صاحبِ استطاعت لوگوں پر فرض ہے۔ پھر اس قسم کی لاکھوں جزئیات ہوسکتی ہیں جن پر کسی انسان کا علم حاوی نہیں ہوسکتا۔ تو پھر کیا ایسا انسان مسلمان نہیں رہ سکتا؟ پس علمِ توحید کا اصولی علم جس کے ساتھ انسان مسلمان ہوتا ہے **لَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ** پڑھ لینے سے حاصل نہیں ہوتا۔ علمِ توحید کا اصولی علم قرآن کریم سے حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ عملی اصول جن سے ایمان اور اسلام مکمل ہوتا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کہنے سے حاصل نہیں ہوتے بلکہ وہ قرآن کریم کی تعلیم میں ہیں۔ اور قرآن کریم پڑھنے سے آتے ہیں۔ بغیر قرآن کریم پڑھے اور اس کا مطلب سمجھے **لَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ** کہنا یا **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ** کہنا ایک گُر تو ہے۔ یہ ایک منتر تو ہے لیکن اس کے پیچھے کوئی حقیقت نہیں۔ **لَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** میں جان تب پڑتی ہے جب اس میں قرآن کریم ڈالا جائے۔ اور جب قرآن کریم ڈالا جائے

تو **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** بھی زندہ ہو جاتا ہے اور محمد رسول اللہ بھی زندہ ہو جاتا ہے۔ پس قرآن کریم کے پڑھے بغیر اسلام قطعی طور پر نہیں آسکتا۔

افسوس ہے کہ ہماری جماعت کے افراد بھی جنہیں اصلاح کا دعویٰ ہے قرآن کریم پوری طرح نہیں جانتے۔ بڑی مصیبت یہ ہے کہ ہمارے ملک میں لوگ قرآن کریم کے الفاظ تو پڑھتے ہیں ترجمہ نہیں پڑھتے۔ پھر اس سے بھی بڑی مصیبت یہ ہے کہ مولوی کہتے ہیں قرآن کریم کا ترجمہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ حالانکہ اگر ترجمہ پڑھنے کی عادت ڈالی جائے تو انسان سو فیصد نہیں تو ساٹھ فیصد تو مسلمان ہو جائے۔ اور یہ بہتر ہے کہ انسان ساٹھ فیصد مسلمان ہو یا یہ بہتر ہے کہ اس میں ایک فیصد بھی ایمان نہ ہو؟ پس جماعت میں یہ عادت ڈالی جائے کہ قرآن کریم پڑھو تو ترجمہ بھی پڑھو۔ اگر یہ عادت ڈال دی جائے تو یقیناً لوگوں کے اندر اسلام کی صحیح روح پیدا ہو جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص عربی نہیں جانتا وہ قرآن کریم نہیں سمجھ سکتا۔ کیونکہ انسانی عادت ہے کہ کوئی بات اُس کی زبان میں ہو تو وہ فوراً سمجھ جاتے ہیں۔ لیکن وہی بات دوسری زبان میں ہو تو اُسے پہلے اپنے ذہن میں اُس کا ترجمہ کرنا پڑتا ہے اور پھر کہیں جا کر عبارت کا مفہوم اس کے ذہن میں آتا ہے۔ پس جب ہم قرآن کریم کا اُردو ترجمہ پڑھیں گے تو عبارت کا مفہوم ہماری سمجھ میں آ جائے گا۔ بشرطیکہ ترجمہ ایسا ہو جس سے مفہوم سمجھ میں آ جائے۔ اس قسم کا ترجمہ نہ ہو کہ "شک نہیں ہے کوئی بیچ اِس کتاب کے۔" "بیچ اِس کتاب کے" کہنے سے ہم مفہوم نہیں سمجھ سکتے۔ ہم تو یہ جانتے ہیں کہ "اِس کتاب میں کوئی شک والی بات نہیں ہے۔" اِس سے مفہوم ہمارے ذہن میں آ جاتا ہے۔ جو شخص "بیچ اس کتاب کے" کہے گا وہ "بیچ اِس کتاب" میں ہی پڑا رہے گا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ 1 کے معنی جو شخص یہ کرے گا کہ اللہ جو تمام جہانوں کی ربوبیت کرنے والا ہے وہی سب تعریفوں کا مستحق ہے۔ تو سب مفہوم سمجھ لیں گے۔ لیکن اگر کوئی یہ ترجمہ کرے کہ سب تعریف واسطے اس خدا کے جو پالنے والا ہے سب جہانوں کا۔ تو اِس کا مفہوم جلد ذہن میں نہیں آئے گا۔ یہ سب حماقتیں ہیں جن سے بچنا چاہیے۔ ہر ایک چیز جب اپنی حد سے گزر جاتی ہے تو حماقت بن جاتی ہے۔

مثلاً نیت کو ہی لے لو۔ نماز کے لیے نیت باندھنا ضروری ہے۔ مقلدین اور غیر مقلدین سب کا اِس پر اتفاق ہے۔ امام بخاری جو غیر مقلدین کے سردار ہیں۔ انہوں نے بھی اپنی کتاب

بخاری شروع کی تو اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات 2 کی حدیث سے کی۔ مقلدوں نے بھی کہا ہے کہ جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو چار رکعت نماز ظہر کی یا دو رکعت نماز جمعہ کی ذہن میں لاؤ تا تمہارا ذہن عبادت کے ساتھ چلنے کے لیے تیار رہے۔ غرض نیت انسان کے اندر بڑا بھاری تغیر پیدا کرتی ہے۔ نیت کو اُڑا دیں تو ہمارا عمل یقیناً کمزور پڑ جاتا ہے۔ لیکن نیت پر غیر معمولی زور بھی درست نہیں ہوسکتا۔ نیت پر بھی غیر معمولی زور دیں تو یہ حماقت کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ ہم اگر اسلام اور قرآن کو سمجھنا چاہتے ہیں تو ہمیں اُس ذریعہ کو اختیار کرنا چاہیے جو اس کے سمجھنے کے لیے ضروری ہے۔ ہمیں وہ طریق اختیار کرنا چاہیے جس سے اس کے معنے ہماری سمجھ میں آجائیں۔ ورنہ اگر ہم وہ ذریعہ اور طریق چھوڑ دیں گے تو لازمی بات ہے کہ ہم صحیح مفہوم سمجھنے پر قادر نہیں ہوں گے۔

پس ہماری جماعت کو چاہیے کہ وہ قرآن کریم کے ترجمہ کو ضروری قرار دے۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر ہماری جماعت کے افراد یہ فیصلہ کرلیں کہ ہم نے کسی ایسے لڑکے کو اپنی لڑکی نہیں دینی جو قرآن کریم نہ پڑھ سکتا ہو یا ہم فلاں لڑکی اپنے لڑکے کے لیے نہیں لیں گے کیونکہ وہ قرآن کریم پڑھنا نہیں جانتی۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔ اِس طرح ایک بھاری تغیر پیدا ہوسکتا ہے۔ اب بھی اگر پوچھا جائے کہ کتنے نوجوان قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہیں؟۔ تو مجھے شبہ ہے کہ نصف کے قریب ایسے نوجوان یہاں بھی ہوں گے جو قرآن کریم کا ترجمہ نہیں جانتے۔ اور اِس کی ساری ذمہ داری اُن لوگوں پر ہے جنہوں نے قرآن کریم کے الفاظ پر اتنا غیر ضروری زور دے دیا جیسے اُس لطیفہ والے کے متعلق مشہور ہے جو نماز سے پہلے "چار رکعت نماز پیچھے اس امام کے" کہنا ضروری سمجھتا تھا۔ احادیث میں بھی آتا ہے کہ نماز کے لیے نیت ضروری ہے 3 اِس سے ذہن عبادت کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ لیکن اُس شخص نے اِس چیز کو حماقت کی حد تک پہنچا دیا تھا۔ وہ جب "چار رکعت نماز پیچھے اِس امام کے" کہتا تھا تو بعض دفعہ وہ کسی صف میں ہوتا اور بعض دفعہ کسی صف میں۔ بعض دفعہ وہ پہلی صف میں ہوتا۔ اور بعض دفعہ دوسری یا تیسری صف میں ہوتا۔ جب وہ تیسری صف میں ہوتا اور نماز سے قبل نیت باندھتا کہ ''چار رکعت نماز پیچھے اِس امام کے'' تو اُسے خیال آتا کہ میرے آگے تو ایک اَور صف بھی ہے اس لیے میری نیت درست نہیں۔ اس پر وہ صف چیر کر ایک صف آگے آجاتا اور پھر کہتا ''چار رکعت نماز پیچھے اِس امام کے''، لیکن پھر یہ خیال کرتا کہ ابھی اس کے آگے اور لوگ ہیں اس لیے اُس کی نیت ٹھیک

نہیں ہے۔ اِس پر وہ صف چیر کر پہلی صف میں امام کے پیچھے آ جاتا اور سمجھتا کہ اب اس کی نیت ٹھیک ہوگی اور وہ کہتا "چار رکعت نماز پیچھے اس امام کے" لیکن پھر یہ خیال آ جاتا کہ پتا نہیں اِن الفاظ کا اشارہ امام کی طرف ہے یا میری انگلی دائیں بائیں ہوگئی ہے۔ اِس پر وہ امام کی طرف ہاتھ بڑھا کر انگلی سے اشارہ کرتا اور کہتا "چار رکعت نماز پیچھے اس امام کے" لیکن پھر یہ خیال کرتا کہ شاید اشارہ ٹھیک طرح نہ ہوا ہو۔صرف کپڑوں کی طرف اشارہ ہوا ہواس پر وہ انگلی امام کے جسم میں چبھوتا اور کہتا "چار رکعت نماز پیچھے اِس امام کے"۔لیکن پھر یہ سمجھتا کہ شاید انگلی پوری طرح امام کے جسم کو چُھوئی نہیں۔ اِس پر وہ امام کو زور سے انگلی مارتا اور کہتا "چار رکعت نماز پیچھے اِس امام کے"اِس طرح وہ اپنی نماز بھی خراب کر دیتا اور امام کی بھی ۔تو یہ حد سے آگے نکل جانے والی بات ہے۔ بے شک قرآن کریم سمجھنا ضروری ہے مگر جو شخص قرآن کریم نہیں سمجھتا اُسے قرآن کریم کے ترجمہ سے محروم تو نہ کرو۔

میرے نزدیک علماء نے یہ بہت بڑی غلطی کی کہ انہوں نے ترجمہ کو بالکل گرا دیا۔ حالانکہ قرآن کریم کا مفہوم سمجھنے کے لیے ترجمہ کا جاننا ضروری ہے۔عربی جاننا ناممکن امر نہیں۔لیکن فی الحال جہاں تک ہمیں ذرائع حاصل ہیں اگر سارے مسلمان بھی عربی بولنے لگ جائیں تو ہمارا تجربہ یہی ہے کہ ابتدائی زبان کا جاننا مفہوم کو اتنا قریب نہیں کرتا کہ انسان بولتے ہی مفہوم سمجھ جائے۔ بہت کم آدمی ایسے ملیں گے جو مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ بولنے سے اس کا مفہوم سمجھ جائیں۔ پورا مفہوم سمجھنے کے لیے انہیں اس کا ترجمہ کرنا پڑتا ہے۔جس طرح ہم کسی بات کا مفہوم اردو میں سمجھ سکتے ہیں۔ غیر زبان میں نہیں سمجھ سکتے۔ایک عرب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہے گا تو فوراً اُس کے ذہن میں اِس کا مفہوم آ جائے گا۔لیکن پاکستانی خواہ عربی بولنا جانتے بھی ہوں اس کا مفہوم فوراً نہیں سمجھ سکیں گے۔انہیں اس کا مفہوم سمجھنے کے لیے اس کا ترجمہ کرنا پڑے گا۔ اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ جو شخص عربی زبان پر قادر ہو جائے وہ ایسا کر سکتا ہے۔لیکن یہ مہارت کافی مشق سے حاصل ہوتی ہے۔یہی حال باقی زبانوں کا ہے۔اگر تم انگریزی بولنے کی عادت ڈالو گے تو تمہیں فقرے کا ترجمہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔اس لیے انگریزی زبان سیکھنے میں ترجمہ کی عادت نہیں ڈالی جاتی۔عربی میں اِس خیال سے کہ قرآن کریم آ جائے شروع سے ترجمہ کی عادت ڈالی جاتی ہے اور بعد میں اس سے ہٹنا مشکل ہوتا ہے۔اب تو یہ زمانہ آ گیا ہے کہ استادوں کی توجہ اِس طرف سے ہٹ گئی ہے کہ بچہ کو "الف" پر زبر "ب" ساکن پڑھایا جائے۔

لیکن پہلے بچہ کو اِس طرح پڑھنے کی عادت ڈالی جاتی تھی۔

پس جماعت کو قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنے کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ الفاظ کا ترجمہ کرنا چاہیئے۔ مرکب فقرات کا ترجمہ کرنے کی عادت نہیں ڈالنی چاہیئے۔ اِس طرح مفہوم کا سمجھنا آسان ہوجاتا ہے۔ انگریزی میں الفاظ کا ترجمہ کیا جاتا ہے عبارت کا نہیں اس لیے انگریزی عبارت کا مفہوم سمجھنا آسان ہوتا ہے۔ اگر عبارت کا ترجمہ کرنے کی عادت ڈالی جائے گی تو زبان نہیں آئے گی۔ مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کا ترجمہ نہیں کرنا چاہیے۔ اَلْ ۔ حَمْدُ ۔ لِلّٰهِ ۔ رَبّ اور الْعَالَمِيْنَ کا ترجمہ سیکھیں تو پھر مفہوم صحیح طور پر سمجھ میں آجاتا ہے۔ مگر محض اس لیے کہ عبارت کا ترجمہ کرنے کی ابتداء سے ہی عادت ڈال دی جاتی ہے عبارت کا مفہوم وہ لوگ بھی نہیں سمجھ سکتے۔ جو ابتدائی زبان جانتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی جب تک ٹھہر ٹھہر کر نہ پڑھیں عبارت کا مفہوم نہیں سمجھ سکتے۔ ایسے لوگوں کے لیے بھی ترجمہ پڑھنا مفید ہوگا۔ اگر آٹھ، نو رکوع کے الفاظ پڑھ لیے جائیں اور پھر اُس کا ترجمہ پڑھ لیا جائے۔ تو یہ امر زیادہ بہتر ہوگا۔ بجائے اِس کے کہ ہم عبارت کے ساتھ ساتھ ترجمہ کرتے جائیں۔ باقی جو لوگ عربی زبان پر قادر ہوجاتے ہیں وہ عربی میں ہی سوچنے اور غور کرنے لگ جاتے ہیں۔ میں اُن کا ذکر نہیں کرتا۔ مَیں صرف اُن لوگوں کا ذکر کرتا ہوں جنہوں نے عربی زبان پوری طرح نہ پڑھی ہو۔ صرف قرآن کریم کا ترجمہ پڑھا ہو۔ ایسے لوگوں کے لیے اُردو کا ترجمہ پڑھنا ضروری ہے۔ پس جماعت میں قرآن کریم کا اردو ترجمہ پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ ہر شخص جو اردو پڑھ سکتا ہے اُس سے پوچھو کہ کیا وہ قرآن کریم کا اُردو ترجمہ پڑھتا ہے؟ اگر نہیں تو اُسے اِس طرف توجہ دلاؤ۔

عربی الفاظ کی تلاوت بھی ضرور کرو مگر اِس طرح کہ ایک رُبع پڑھ لیا اور پھر اُس کا ترجمہ اُردو میں پڑھ لیا۔ عربی اِس لیے پڑھنی چاہیے تا متن محفوظ رہے۔ جو لوگ کتاب کی زبان کو بھول جاتے ہیں وہ لوگ تحریف سے واقف ہونے سے محروم ہوجاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص عربی عبارت نہ بھی جانے صرف ترجمہ پڑھتا ہو تو بھی عربی عبارت بار بار پڑھنے سے اُسے ایسا ملکہ ہوجائے گا کہ جب کوئی شخص اُس کے سامنے کوئی غلط مفہوم بیان کرے گا تو وہ کہہ دے گا یہ بات غلط ہے وہ کسی کے دھوکے میں نہیں آئے گا۔ پس عربی کے الفاظ بھی پڑھنے چاہییں تا تحریف کی نگرانی ہوسکے۔ لیکن جو لوگ قرآن کریم کو عربی میں نہیں سمجھ سکتے انہیں ترجمہ کے فائدہ سے محروم نہیں رکھنا چاہیے۔ پس ہر احمدی کو یہاں بھی اور باہر بھی

ترجمہ پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔

محکمہ تعلیم اور لوکل انجمن بھی اس بات کا انتظام کرے اور پھر اس کی نگرانی کرے۔ ہر گھر میں دیکھا جائے کہ آیا اس میں ترجمہ والا قرآن کریم ہے؟ اور پھر گھر والوں کو کہا جائے کہ وہ ترجمہ پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ اور جو شخص بالکل نہیں پڑھ سکتا اُسے مجبور کیا جائے کہ وہ کسی دوسرے سے ترجمہ سنے۔ ربوہ میں تو یہ سہولت ہے کہ ہر گھر میں اول تو مرد اور عورت دونوں قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنا جانتے ہیں۔ ورنہ بیوی نہیں جانتی تو خاوند پڑھنا جانتا ہے۔ خاوند نہیں جانتا تو بیوی جانتی ہے۔ اگر دونوں نہیں جانتے تو کوئی نہ کوئی لڑکا یا لڑکی جانتی ہے۔ ہزار، دو ہزار گھروں میں سے شاید کوئی گھر ایسا ہو جس میں کوئی ترجمہ پڑھنے والا نہ ہو۔ اس لیے کوئی وجہ نہیں کہ ربوہ میں سب لوگ آسانی کے ساتھ قرآن کریم کا ترجمہ نہ پڑھ سکیں۔

عید الفطر اور بعض دوسری تقاریب پر غرباء کو کپڑوں وغیرہ کے لیے روپیہ دیا جاتا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ انہیں قرآن کریم خرید کر نہ دیا جائے۔ آخر ہر سال ہزاروں روپیہ غرباء کے لیے خرچ کیا جاتا ہے۔ اگر انہیں خود احساس نہیں تو اِسی مدد سے قرآن کریم یا ترجمہ خرید کر دینے کے لیے کچھ رقم کاٹ لو۔ اور اس سے انہیں قرآن کریم خرید کر دے دو۔ اگر اِس کے نتیجہ میں انہیں اخراجات میں تنگی محسوس ہو تو اُس کی ذمہ داری خود اُن پر عائد ہوگی۔ پس ہر گھر کی نگرانی کرو۔ اور اُن سے کہو کہ وہ ترجمہ قرآن کریم پڑھیں۔ اگر تم ایسا کرنے لگ جاؤ گے تو یقیناً تم اپنے عمل میں بھی تغیر محسوس کرو گے۔

مجھے افسوس ہے کہ عیسائی مبدّل ومحرف بائیبل کے واقعات سے بہت زیادہ واقف ہیں۔ لیکن مسلمان قرآن کریم سے واقف نہیں۔ عیسائیوں میں سے ایک ادنیٰ جاہل، نوکر، باورچن، کپڑے دھونے والا، برتن مانجنے والا اور جھاڑو دینے والی عورت بھی بائیبل کچھ نہ کچھ جانتی ہے۔ اور اُن کا طریق ہے کہ ہر خاندان میں ایک فیملی بائیبل ہوتی ہے۔ اور وہ چار چار پانچ پانچ پُشتوں سے خاندان کے پاس محفوظ رہتی ہے۔ اَور باری باری خاندان کے ہر بڑے شخص کے پاس منتقل ہوتی رہتی ہے۔ اگر کسی کو قسم دینی ہوتی ہے تو خاندانی بائیبل لے کر اس پر قسم دیتے ہیں۔ اَور پھر یہ ریکارڈ رکھا جاتا ہے کہ یہ بائیبل فلاں کے پاس تھی۔ پھر فلاں کے پاس آئی، اُس کے بعد فلاں کے پاس آئی۔ اِس طرح خاندان میں بائیبل کا احترام آتا جاتا ہے۔ اگر یہ اصول عیسائیوں نے اختیار کر لیا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اِس لیے اختیار نہ کریں

کہ وہ ہم سے پہلے ایسا کر رہے ہیں۔ پھر ہم یہ بھی تو کہہ سکتے ہیں کہ ہم اُن سے چھ سو سال بعد میں آئے ہیں۔ اگر بعض باتیں انہوں نے اچھی نکالیں تو اس میں کیا حرج ہے۔ پس ترجمہ والا قرآن کریم ہر گھر میں موجود ہونا چاہیے۔ پھر ہر شخص کو یہ عادت ڈالنی چاہیے کہ وہ ترجمہ پڑھے یا سنے۔ اِس طرح ہر ایک کے دل میں یہ شوق پیدا ہو جائے گا کہ وہ عربی سیکھے اور قرآن کریم کا ترجمہ سیکھے۔ ایک عیسائی کو یہ شوق نہیں ہوگا کیونکہ اُن کے پاس جو بائیبل ہے اُس کے اوپر یونانی لاطینی یا عبرانی الفاظ نہیں ہوتے۔ صرف اُن کی اپنی زبان میں اُس کا ترجمہ ہوتا ہے۔ لیکن قرآن کریم کے الفاظ لازماً ساتھ ہوتے ہیں اس لیے جب کوئی شخص ترجمہ پڑھے گا تو وہ عربی الفاظ کے معنی سیکھنے کی بھی کوشش کرے گا۔ اس طرح اس کی تعلیم مکمل ہو جائے گی۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ ایک عام عربی دان اور ایک عام مولوی کے لیے بھی زیادہ فائدہ بخش یہی چیز ہے کہ وہ ترجمہ پڑھے۔ کیونکہ اپنی زبان میں جس طرح مفہوم سمجھ میں آجاتا ہے دوسری زبان میں نہیں آتا۔ چند دن بھی ایسا کرو تو تم دیکھو گے کہ تمہیں اتنا دین آجائے گا۔ جو تمہیں بیسیوں سال میں نہیں آیا تھا۔ اس لیے نہیں کہ تمہاری عربی ناقص تھی بلکہ اِس لیے کہ تمہیں اِس میں سوچنے کی مشق نہ تھی۔''

خطبہ ثانیہ کے بعد فرمایا:-

"میں نماز کے بعد بعض جنازے پڑھاؤں گا۔ میں چونکہ پہلے سفر پر تھا اور پھر بیمار ہو گیا اس لیے بہت سے جنازے جمع ہو گئے ہیں۔ 19 آدمیوں کے جنازے ہیں جو میں نماز جمعہ کے بعد پڑھاؤں گا۔

1۔ سید مشتاق احمد صاحب ہاشمی ٹریکٹر کے اچانک اُلٹ جانے کی وجہ سے فوت ہو گئے ہیں۔

2۔ چودھری عمر دین صاحب بنگہ صحابی تھے۔ فالج گرنے کی وجہ سے جھنگ میں فوت ہو گئے ہیں۔

3۔ آمنہ بی بی صاحبہ بیوہ ناصرالدین صاحب صدر گوگیرہ موصیہ تھیں۔ بہت کم لوگ جنازہ میں شریک ہوئے۔

4۔ محمد عثمان صاحب ولد سردار محمد نواز خان صاحب جھڈو۔ پٹرول میں آگ لگ جانے کی وجہ سے وفات پا گئے ہیں۔ بہت کم لوگ جنازہ میں شریک ہوئے۔

5۔ چودھری فضل احمد صاحب ڈسکہ صحابی تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ میں نماز جنازہ پڑھاؤں۔

6۔ گلاب دین صاحب چک 35 سرگودھا دس ماہ قبل بیعت کی تھی۔گاؤں میں احمدی کم تعداد میں تھے۔

7۔ بشیر احمد صاحب چغتائی راولپنڈی کے لڑکے پانی میں ڈوب گئے تھے۔بہت مخلص نوجوان تھے۔

8۔ سلامت بی بی صاحبہ صدر گوگیرہ موصیہ تھیں۔ایک بچہ وقف بھی ہے۔بہت کم دوست جنازہ میں شریک ہوئے۔

9۔ ماسٹر عبدالعزیز صاحب نوشہرہ ککے زئیاں صحابی تھے۔مخلص احمدی تھے تین چار احمدی جنازے میں شریک ہوئے ۔

10۔ پیر بخش صاحب چک نمبر 103/7-R صحابی تھے۔اور عمر 80 سال تھی جنازہ میں بہت کم لوگ شریک ہوئے۔

11۔ والد صاحب عبدالاحد خان صاحب بھاگلپوری روہڑی سندھ 21 راگست کو جمعہ اور عید کے دن فوت ہوگئے جنازہ میں بہت کم لوگ شریک ہوئے۔

12۔ صدر الدین صاحب مدار ضلع شیخوپورہ 28,27 راگست کی رات کو فوت ہوگئے۔ جنازہ صرف چھ آدمیوں نے پڑھا۔

13۔ ملک سعید احمد صاحب جاوید سمبڑیال ضلع سیالکوٹ کی پھوپھی تلہار سندھ میں فوت ہوگئی ہیں۔ جنازہ میں بہت کم لوگ شریک ہوئے۔

14۔ میر محمد افضل صاحب بمبئی کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔ احمدی جماعت قریب نہیں تھی اس لیے احمدیوں نے جنازہ نہیں پڑھا۔

15۔ فہمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ بشیر احمد صاحب لالہ موسیٰ گجرات جنازہ میں بہت کم احمدی شامل ہوئے۔

16۔ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ قادیان کی ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا شادی ہوئی تھی۔اب خبر آئی ہے کہ ان کی اہلیہ بریلی میں وفات پاگئی ہیں۔جنازہ میں بہت کم لوگ شریک ہوئے ہیں۔

17۔ سید عبدالحئی صاحب گوٹھ لالہ چورنجی لال سندھ، اڑھائی سال قبل باولے کُتے نے کاٹا تھا اِسی بیماری کی وجہ سے 12 ستمبر کو فوت ہوگئے۔

18۔ رضوان عبداللہ صاحب حبشہ سے دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے یہاں آئے تھے۔ دریا میں ڈوب کر فوت ہوگئے۔

19۔ چودھری غلام حسین صاحب سفید پوش پچھلے دنوں وفات پا گئے ہیں۔ لاش یہاں لائی گئی۔ لیکن میں جنازہ نہیں پڑھ سکا۔ چونکہ میری طبیعت خراب تھی۔

ان سب کا جنازہ میں نماز جمعہ کے بعد پڑھاؤں گا۔''

(الفضل 13 نومبر 1953ء)

1: الفاتحة:2

2: بخاری کتاب بدء الوحی۔ باب کَیْفَ کَانَ بدء الوحی اِلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہ ﷺ۔(الخ)

3: صحیح البخاری کتاب بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللّٰہ ﷺ وصحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب الدعاء فی صلوٰۃ الَّیْلِ (مفہومًا)